AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رومانویت کی شاعری: ولیم بلیک سے شیلے تک ایک فکری سفر

محمد مبین
(ایم فل سکالر شعبہ اردو بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان)
mubeen.shah.11191@gmail.com

طیبہ ذوالفقار
(ایم فل سکالر شعبہ اردو بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان)
taybamehrab8@gmail.com

ڈاکٹر محمد خاور نوازش
(ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبہ اردو بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان)

Abstract:
This research paper offers a critical study of the Romantic movement that emerged in late 18th and early 19th-century Europe as a reaction to rationalism, industrialization, scientific advancement, and social upheaval. It traces the intellectual evolution of Romantic poetry from William Blake to P. B. Shelley. The paper explores Blake's spiritual imagination, Wordsworth's nature-centric spirituality, Coleridge's metaphysical symbolism, Scott's nationalistic romanticism, Keats's aesthetic idealism, and Shelley's revolutionary vision. Each poet redefined poetry by emphasizing imagination, nature, beauty, individuality, and emotional authenticity. Romanticism, as portrayed through their work, was not merely a literary style but a philosophical and creative revolution that broke away from classical constraints and reshaped poetic expression.

Keywords:
Romanticism, William Blake, Wordsworth, Coleridge, Scott, Keats, Shelley, Nature, Imagination, Aesthetics, Individualism, Spirituality, National Identity, Poetry, Revolutionary Thought

اٹھارہویں صدی کے اختتام اور انیسویں صدی کے آغاز میں، یورپ میں ادب، فنون اور فلسفہ میں ایک ہمہ جہت تحریک نے جنم لیا جسے ہم رومانویت (Romanticism) کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ تحریک عقلیت، صنعتی انقلاب، سائنسی ترقی اور سماجی تغیرات کے ردعمل میں ظہور پذیر ہوئی، اور اس نے انسانی احساسات، تخیل، فطرت اور انفرادی تجربے کو مرکزیت دی۔ رومانوی تحریک کے آغاز میں جس شاعر کا نام نمایاں طور پر ابھرتا ہے وہ ولیم بلیک ہے، اور اس کا اختتام پی۔ بی۔ شیلے جیسے نظریاتی شاعر پر ہوتا ہے۔ اس فکری سفر میں بلیک، ورڈزورتھ، کولرج، سکاٹ، کیٹس اور شیلے جیسے شعرا نے مختلف جہتوں سے رومانوی تصورِ شاعری کو متشکل کیا۔

یہ مقالہ انہی شعرا کے فکری تسلسل، تخیلاتی رجحانات، روحانی تجربات، جمالیاتی نظریات اور سیاسی و انقلابی افکار کا تنقیدی مطالعہ پیش کرتا ہے۔

ولیم بلیک: بصیرت، تخیل اور روحانی جمالیات:

ولیم بلیک کی شاعری ایک مابعدالطبیعیاتی اور بصری جہت رکھتی ہے۔ وہ محض شاعر نہیں بلکہ ایک بصیرت رسا پیغمبر نظر آتا ہے جو تخیل کو کائنات کی روح تصور کرتا ہے۔ بلیک کے نزدیک دنیا صرف اس وقت اپنی اصلیت میں نظر آتی ہے جب ہم اپنے "ادراک کے دروازوں" کو صاف کر لیں:

> "If the doors of perception were cleansed everything would
> appear to man as it is: infinite."(1)

اس کا تخیل صرف ایک جمالیاتی عمل نہیں بلکہ ایک روحانی سفر ہے، جو مادی دنیا سے بالاتر ہو کر الٰہی سچائیوں تک رسائی حاصل کرتا ہے:

"I know this world is a world of imagination and vision. I see everything I paint in this world... nature is imagination itself."(2)

بلیک کی شاعری میں *Songs of Innocence* اور *Songs of Experience* نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ یہ دونوں مجموعے مل کر انسانی شعور کے دو مختلف ادوار کی نمائندگی کرتے ہیں: ایک طرف بچپن کی معصومیت اور فطرت سے قربت، اور دوسری طرف دنیا کے تلخ تجربات، ظلم، جبر اور مذہبی منافقت۔ بلیک کے بقول:

"Without contraries is no progression. Attraction and repulsion, reason and energy, love and hate, are necessary to human existence."(3)

یعنی انسانی ترقی جدلیاتی تناؤ کے بغیر ممکن نہیں۔

Songs of Innocence میں نظم "The Lamb" معصومیت، نرمی اور الٰہی محبت کی علامت ہے۔ شاعر بچے کی آواز میں سوال کرتا ہے:

"Little Lamb, who made thee?
(4)Dost thou know who made thee?"

یہ سوال الٰہی تخلیق اور معصومیت کی جانب اشارہ کرتا ہے، جس میں خدا کو ایک شفیق راعی کے روپ میں پیش کیا گیا ہے۔

اس کے برعکس *Songs of Experience* کی نظم "The Tyger" میں اسی خدا کو ایک مہیب تخلیق کار کے طور پر دکھایا گیا ہے، جو جمال اور دہشت دونوں کا بانی ہے:

"Tyger Tyger, burning bright,
In the forests of the night;
What immortal hand or eye,
(5)Could frame thy fearful symmetry?"

یہ نظم بلیک کی فلسفیانہ دوئی (duality) کو ظاہر کرتی ہے، جہاں خدا کی تخلیق میں حسن و خوف دونوں شامل ہیں۔ اسی دوئی کو بلیک *The Chimney Sweeper* میں سماجی اور مذہبی استحصال کے خلاف بطور احتجاج استعمال کرتا ہے، جہاں ایک معصوم بچہ کہتا ہے:

"And the Angel told Tom, if he'd be a good boy,
(6)He'd have God for his father and never want joy."

یہاں بلیک مذہب کے ان تصورات پر تنقید کرتا ہے جو مظلوموں کو دنیاوی دکھوں پر صبر کا درس دے کر انہیں خاموش رہنے پر مجبور کرتے ہیں۔

یعنی، بلیک کے ہاں تخیل ایک روحانی طاقت ہے، جو ظلم، منافقت، اور جمود کے خلاف مزاحمت کا ذریعہ بنتی ہے۔ اس کی شاعری ایک بصری، علامتی، اور روحانی تجربہ ہے جو قاری کو ظاہری دنیا سے بلند کر کے باطنی سچائیوں سے ہمکنار کرتی ہے۔

ورڈزورتھ: فطرت کی سادگی اور روحانی تاثیر

ولیم ورڈزورتھ رومانویت کا نمایاں ترین ستون ہے، جس نے شاعری کو عوامی، سادہ اور فطرت سے قریب تر بنا دیا۔ اس نے روایتی اور اشرافیائی طرزِ کلام سے انحراف کرتے ہوئے روزمرہ زندگی، سادہ جذبات، اور دیہی ماحول کو شاعری کا موضوع بنایا۔ اس کے مطابق:

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

(7)“Poetry is the first and last of all knowledge – it is as immortal as the heart of man.”

ورڈزورتھ کے نزدیک شاعری انسانی شعور اور جذبات کی سب سے اعلیٰ صورت تھی۔اس کی سب سے بنیادی فکر فطرت کے ساتھ انسان کے روحانی رشتے پر مرکوز تھی۔وہ فطرت کو صرف ایک منظر یا ظاہری خوبصورتی نہیں سمجھتا بلکہ اسے ایک زندہ، متحرک اور تربیتی قوت مانتا ہے جو انسان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرتی ہے۔جیسا کہ *Lines Written a Few Miles Above Tintern Abbey* میں وہ لکھتا ہے:

“Nature never did betray

(8)The heart that loved her.”

یہ اشعار اس کے اس عقیدے کو ظاہر کرتے ہیں کہ فطرت ان لوگوں کے لیے ایک سچے رفیق کی طرح ہے جو خلوصِ دل سے اس سے محبت کرتے ہیں۔

ورڈزورتھ کی ایک اور مشہور نظم (*I Wandered Lonely as a Cloud* معروف بطور *Daffodils*) میں وہ نرگس کے پھولوں کی قطار کو دیکھ کر جو روحانی خوشی محسوس کرتا ہے، وہ محض نظارہ نہیں بلکہ ایک باطنی تجربہ بن جاتا ہے:

“A poet could not but be gay,

In such a jocund company:

I gazed—and gazed—but little thought

(9)What wealth the show to me had brought.”

اس نظم میں "wealth" سے مراد وہ داخلی سکون اور بصیرت ہے جو اسے فطرت سے میسر آتی ہے۔

ورڈزورتھ کی سب سے طویل اور گہری نظم *The Prelude* ہے، جسے وہ خود *Poem to Coleridge* کہتا ہے۔یہ نظم نہ صرف اس کی فکری اور روحانی بلوغت کی داستان ہے بلکہ ایک روحانی سوانح عمری (spiritual autobiography) بھی ہے۔اس میں وہ بیان کرتا ہے کہ بچپن سے لے کر جوانی تک، فطرت نے اس کی تربیت کیسے کی، اور کیسے تخیل اس کے شعور کی بیداری کا ذریعہ بنا۔وہ لکھتا ہے:

“Dust as we are, the immortal spirit grows

(10)Like harmony in music.”

اس اقتباس میں وہ مادیت پرست زندگی کے خلاف ایک روحانی اور تخیلاتی وجود کی وکالت کرتا ہے، جسے فطرت نے نکھارا ہے۔

David Mecracken نے ورڈزورتھ کی شاعری میں مقام (place) اور ماحول (landscape) کے تخلیقی استعمال پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا:

(11)“Wordsworth... has become perhaps the greatest poet of place in the English language.”

یہ بات درست ہے کہ ورڈزورتھ کی شاعری میں مقامات اور مناظر صرف پس منظر کے طور پر نہیں آتے بلکہ ان کا اپنا شعوری اور جذباتی کردار ہوتا ہے۔

ورڈزورتھ کے لیے فطرت خدا کے وجود، انسانی پاکیزگی اور تخیل کے درمیان ایک مقدس رشتہ قائم کرتی ہے۔اس کے ہاں فطرت، اخلاق اور جمالیات ایک ہی نظام کا حصہ ہیں، اور یہی اس کی شاعری کو رومانی تحریک کا مرکز بناتا ہے۔

سموئیل ٹیلر کولرج: تخیل، مابعد الطبیعیات اور رومانوی بیانیہ

سموئیل ٹیلر کولرج رومانویت کا وہ ستون ہے جو فلسفہ، شاعری اور مافوق الفطرت کے امتزاج سے ایک الگ فکری اور جمالیاتی جہت تخلیق کرتا ہے۔اس کی شاعری خوابناک، علامتی اور بصری قوت سے بھرپور ہے۔اس کے مشہور نظم *The Rime of the Ancient Mariner* میں بحری فضا، پراسراریت اور اخلاقی سبق کے عناصر یوں گھلے ملے ہیں کہ قاری ایک سحر میں گرفتار ہو جاتا ہے۔سر مورس بورا (Sir Maurice Bowra) کے الفاظ میں:

“*The Ancient Mariner*... shows many qualities of dream... Its visual impressions are

(12)remarkably brilliant and absorbing.”

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اس نظم میں کولرج نے خواب، تجربہ، عقوبت اور نجات جیسے موضوعات کو ماورائی فضا میں پیش کیا ہے، جس کی بنا پر یہ نظم رومانویت کا سنگ میل قرار دی جاتی ہے۔ نظم کے درج ذیل اشعار اس بصری اور جذباتی اثر کو واضح کرتے ہیں:

"The Sun's rim dips; the stars rush out,
At one stride comes the dark...
(13)The moving moon went up the sky..."

کولرج کی ایک اور نظم *Kubla Khan* اس کے خواب اور لاشعور کی جمالیات کی بہترین مثال ہے۔ اس نظم میں شاعر نے اپنی تخلیقی بصیرت کو موسیقی، تخیل اور علامتی امیجز کے ذریعے پیش کیا ہے۔ ڈیوڈ مورس (David Morse) لکھتا ہے:

"Coleridge painted his own picture of the artist and his vision... peaceful yet violent, sunlight (14)and ice."

کولرج کے نزدیک تخیل محض فنی سرگرمی نہیں بلکہ ایک مابعد الطبیعیاتی ذریعہ ہے، جو شاعر کو داخلی سچائیوں تک لے جاتا ہے۔ اس کے فلسفیانہ رجحان کا اظہار *Dejection: An Ode* میں واضح طور پر ہوتا ہے، جہاں وہ ورڈزورتھ کی فطرت پر مبنی تھیوری سے اختلاف کرتے ہوئے انسان کے دل کو روشنی کا منبع قرار دیتا ہے۔ K.M. Wheeler کے مطابق:

"Coleridge's lifelong interest in philosophy... poetry and philosophy were ever entwined in (15)Coleridge's mind."

کولرج کی شاعری میں *Christabel* بھی خاص مقام رکھتی ہے، جس میں خیر و شر کی ازلی کشمکش، سحر زدہ ماحول، اور قرون وسطیٰ کی فضا موجود ہے، اور نظم کا ماحولیاتی اور علامتی حسن قاری کو حیران کرتا ہے۔

یوں کولرج نے رومانویت میں نہ صرف خواب، تخیل اور مافوق الفطرت کو شامل کیا بلکہ ان میں گہرائی، فلسفہ اور اخلاقیات کی آمیزش بھی کی، جو اس کی شاعری کو دیگر رومانوی شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔

سر والٹر سکاٹ: داستان گوئی اور قومی شعور:

سر والٹر سکاٹ نے رومانوی تحریک میں ایک منفرد مقام حاصل کیا، خاص طور پر اس کے قومی شعور، داستان گوئی، اور تاریخ سے گہرے ربط کی وجہ سے۔ اس کی ابتدائی تخلیقات میں (1802) *Minstrelsy of the Scottish Border* نمایاں ہے، جس میں اس نے ماضی کے گمشدہ بیلڈز کو زندہ کیا اور دیہی زندگی کے پہلوؤں کو شاعری کا حصہ بنایا۔

اس کے بعد 1805ء میں اس کی نظم *The Lay of the Last Minstrel* منظرِ عام پر آئی، جس نے سکاٹ کو بقول تنقید نگار کے، "زندہ شاعروں کی صفِ اول" میں لا کھڑا کیا:

"Then came *The Lay of the Last Minstrel*... which put Scott in the forefront of living (16)poets."

اس نظم میں اس نے داستانوی فضا، قومی ہیروز، اور مقامی روایتوں کو رومانوی انداز میں پیش کیا، جس سے نہ صرف قومی شناخت کو تقویت ملی بلکہ بیلڈز کی ادبی حیثیت بھی بلند ہوئی۔ اس کا یہ کارنامہ قوم پرستانہ رومانس کی تخلیق اور فروغ میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

سکاٹ کی بعد کی نظموں (1808) *Marmion* اور (1810) *The Lady of the Lake* بھی تاریخی اور رومانوی فضا کی عمدہ مثالیں ہیں، اگرچہ بعد میں اس نے نثر نگاری کو اپنا لیا، لیکن اس کا ابتدائی شعری کام اس کی قومی تاریخ، ثقافت، اور داستانی رنگ کو ادبی قالب میں ڈھالنے کی بہترین مثال ہے۔

جان کیٹس: حسن، فن، اور فنائیت کا شاعر::

جان کیٹس انگریزی رومانوی تحریک کا وہ نمایاں شاعر ہے جس کی شاعری میں جمالیاتی احساسات، حسنِ ازلی، اور فانی زندگی کا فلسفیانہ شعور ایک خاص ہم آہنگی کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے۔ کیٹس کا فن اس کے ذاتی تجربات، حسی لطافت، اور یونانی کلاسیکی جمالیات سے گہرے ربط کا مظہر ہے۔ اس کی شاعری میں انسان کے جذبات اور فن کے ابدی جمال کو یکجا کیا گیا ہے۔

کیٹس کا یہ معروف قول:

(17)"Beauty is truth, truth is beauty – that is all ye know on earth and all ye need to know."

اس کے جمالیاتی فلسفے کا نچوڑ ہے۔ اس کے نزدیک حسن اور سچائی ایک ہی سکے کے دو رخ ہیں اور یہی انسان کے لیے سب سے اہم صداقت ہے۔

ڈیوڈ ایس. فیرس کے مطابق کیٹس کی جمالیاتی فکر اس کے یونانی کلاسیکی اثرات اور جدید دور کی فکری جہتوں کو جوڑتی ہے:

"Keats's reflection on the aesthetic takes the form of the relation of modernity to Greece and (18)the question of judging history."

یہ خیال اس کی نظم *Ode on a Grecian Urn* میں خوبصورتی سے جھلکتا ہے، جہاں ایک جام کی تصویریں ابدیت کی علامت کے طور پر پیش کی جاتی ہیں، اور حسن کو وقت سے ماورا قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح، *La Belle Dame Sans Merci* ایک ناکام رومانی بیلیڈ ہے، جو کیٹس کی تخیلاتی فضا، جمالیاتی لطافت اور رومانی فسوں کو اجاگر کرتی ہے:

"یہ ایک ناکام محبت کا قصہ ہے جس میں روایتی بیلیڈ کا رنگ اور رومانی فضا کے ساتھ ساتھ کیٹس کی مصوری کا کمال بھی دکھائی دیتا ہے۔"

ماریس بوار نے 1819ء کو کیٹس کی تخلیقی زندگی کا نقطہ عروج قرار دیا ہے:

"April and May 1819 were perhaps the most remarkable period of Keats' creative life... he (19)found his true voice and perfection."

کیٹس کی شاعری اس کی ذاتی زندگی کی ناپائیداری، بھائی کی وفات، اور اپنی بیماری کے تجربات کا عکس بھی ہے، جو اسے فانی حسن میں ازلی خوبصورتی تلاش کرنے پر مائل کرتے ہیں۔

کیٹس کی نظم *Endymion* کا ابتدائی مصرع:

(20)"A thing of beauty is a joy forever..."

یہ تصور پیش کرتا ہے کہ حسن وقتی نہیں بلکہ روح کی گہرائیوں میں اتر جانے والا دائمی تجربہ ہے۔

شیلے: آزادی، انقلاب اور شاعری کا خواب

شیلے رومانویت کا ایک ایسا نظریاتی شاعر ہے جس نے شاعری کو فرد کی داخلی کیفیات اور معاشرتی تبدیلی کا ذریعہ بنایا۔ اس کے نزدیک شاعری محض لفظوں کا حسن نہیں بلکہ تخیل اور جذبات کے ذریعے زندگی کی تعبیر کا عمل ہے۔ شیلے کا کہنا ہے:

"Poetry is an interpretation of life through the imagination and (21)the feelings."

اس نظریے کے تحت شیلے کی شاعری میں نہ صرف سیاسی بغاوت اور انقلابی فکر شامل ہے، بلکہ انسانی ہمدردی اور اخلاقی اصلاح کا پیغام بھی نمایاں ہے۔ اس کی شہرہ آفاق نظم *Ode to the West Wind* فطرت کی قوتوں کو انقلابی علامتوں میں بدل دیتی ہے، جہاں مغربی ہوا کو تبدیلی، بیداری اور تخریب کے استعارے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

شیلے کے تصورِ فطرت میں وحدت کا رجحان افلاطونی انداز لیے ہوئے ہے، جیسا کہ وہ نظم *Alastor* میں لکھتا ہے:

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

"Earth, ocean, air beloved brotherhood... If our great mother has imbued my soul..." (22)

یہ اشعار نہ صرف فطرت کے ساتھ شاعر کی روحانی یکجائی کو ظاہر کرتے ہیں بلکہ انسانی روح کی آزادی اور خودی کی تلاش کو بھی واضح کرتے ہیں۔

شیلے کی نظم *Prometheus Unbound* اس کے فکری ارتقاء کی مکمل عکاسی کرتی ہے، جس میں اس نے انقلابی وجدان اور انسان کی آزادی کو فلسفیانہ اور شاعرانہ انداز میں پیش کیا۔ ایڈورڈ ٹرِلاونی (Edward Trelawny) کے بقول:

"Shelley was the greatest master of harmonious verse in our modern literature."

شیلے کی شاعری کا جوہر ایک ایسے خواب پر مبنی ہے جو ایک آزاد، عادلانہ اور پرامن معاشرے کے لیے تخیل اور وجدان کو بنیاد بناتا ہے۔

ولیم بلیک سے لے کر شیلے تک، اگرچہ ہر شاعر کی جہت مختلف ہے، لیکن مشترکہ عناصر میں فطرت کا جمالیاتی تجربہ، تخیل کی مرکزیت، ذاتی اور باطنی احساسات کی صداقت، کلاسیکی سے بغاوت اور انسانی شعور کی بالیدگی شامل ہیں۔ بلیک اور کولرج روحانی تخیل کے ترجمان ہیں؛ ورڈزورتھ اور کیٹس فطرت اور حسن کے شاعر؛ جبکہ شیلے اور سکاٹ نے اجتماعی زندگی کے شعور کو مہمیز دی۔

رومانویت محض ادبی تحریک نہیں بلکہ ایک فکری انقلاب تھا۔ اس نے شاعری کو تخیل کی پرواز، جذبے کی صداقت، اور انفرادیت کی آزادی عطا کی۔ ولیم بلیک کے روحانی تخیل سے آغاز ہو کر، ورڈزورتھ کے فطری تجربے، کولرج کی مابعدالطبیعیاتی گہرائی، سکاٹ کے قومی فخر، کیٹس کے جمالیاتی ذوق، اور شیلے کے انقلابی وجدان تک، رومانویت نے انسانی شعور کی کئی جہات کو نئی زندگی بخشی۔

یہی وہ فکری سفر ہے جس نے شاعری کو کلاسیکی جکڑبندیوں سے نکال کر ایک نئے اور روشن آسمان سے ہمکنار کیا۔ رومانوی شعراکی یہ جدوجہد آج بھی فنونِ لطیفہ اور ادب میں تخلیقی تحریک کی علامت بنی ہوئی ہے۔

حواشی (Footnotes)

1. William Blake, *The Marriage of Heaven and Hell*, in *The Complete Poetry and Prose of William Blake*, ed. David V. Erdman (New York: Anchor Books, 1988), 39.
2. Bruce Woodcock, *The Selected Poems of William Blake* (London: Wordsworth Poetry Library, 2000), 42.
3. Blake, *The Marriage of Heaven and Hell*, 34.
4. Blake, *Songs of Innocence*, in *The Complete Poetry and Prose*, 8.
5. Blake, *Songs of Experience*, in *The Complete Poetry and Prose*, 24.
6. Blake, *The Chimney Sweeper*, in *Songs of Experience*, 27.
7. William Wordsworth, *Preface to Lyrical Ballads* (1802), in *Wordsworth: Selected Prose*, ed. John O. Hayden (Penguin, 1988), 108.
8. William Wordsworth, *Lines Written a Few Miles Above Tintern Abbey*, in *Lyrical Ballads*, ed. R. L. Brett and A. R. Jones (Routledge, 1991), lines 122–123.
9. William Wordsworth, *I Wandered Lonely as a Cloud*, in *Collected Poems* (Wordsworth Editions, 1994), stanza 3.

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

10. William Wordsworth, *The Prelude*, Book I, lines 340–341, in *The Prelude: 1799, 1805, 1850*, ed. Jonathan Wordsworth, M. H. Abrams, and Stephen Gill (Norton, 1979).
11. David Mecracken, *Wordsworth and The Lake District* (Oxford University Press, 1984), 14.
12. Maurice Bowra, *The Romantic Imagination* (Oxford: Oxford University Press, 1949), 207.
13. David Morse, *Romanticism: A Structural Analysis* (London: Macmillan, 1982), 134.
14. K. M. Wheeler, *Romanticism and the Heritage of Rousseau* (Cambridge: Cambridge University Press, 1995), 98.
15. Maurice Bowra, *The Romantic Imagination* (Oxford: Oxford University Press, 1949), 215.
16. David S. Ferris, *Keats and the Aesthetics of Critical Knowledge*
17. John Keats, *Endymion*, *"Beauty is truth, truth is beauty..."*
18. Paul Wright, *The Complete Poems of John Keats*, Notes
19. Matthews, G.M., *Keats: The Critical Heritage*
20. Shelley, *A Defence of Poetry*
21. Edward Trelawny, quoted in: , L5-L9
22. Shelley, *Alastor*, referenced in:, L11-L31